در کفِ جامِ شریعت در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

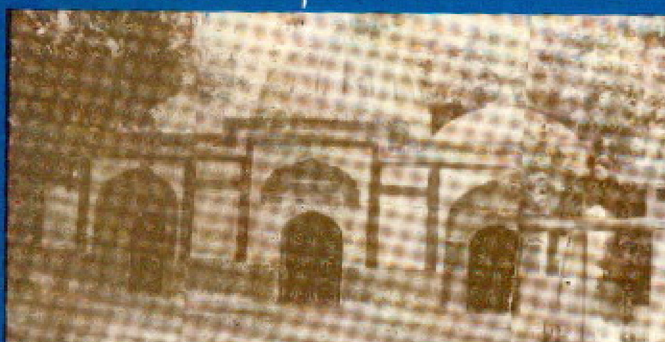

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۳۹ — جلد نمبر ۴

یکم جون سنہ ۱۹۹۴ء — ۲۰ ذوالحجہ سنہ ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی

(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی

(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب

(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کاکشال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب

(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری

(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈوکیٹ)

۲۔ اویس احمد قادری (ایڈوکیٹ)

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی

(اے وی پی نیشنل بنک

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری

(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری

(وی پی، یونائیٹڈ بنک

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری

(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری

(لائبریرین ہائیر سکنڈری سکول چمکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤالدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری ۴ حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ محرم الحرام اور ہمارا فریضہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲۔	منقبت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	سردار علی احمد خان لاہور	۶
۳۔	حضرت مفتیٔ اعظم علامہ عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ	مدیر اعلیٰ	۷
۴۔	بنیاد پرستی اور واویلا مغرب	سائرہ اورکزئی بی اے	۱۶
۵۔	غزل	محمد اقبال بی اے	۲۴
۶۔	ہماری ترقی کا راز	محمد قدرت اللہ بیگ	۲۵
۷۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۲۷
۸۔	الحسن کے بارے میں تاثرات	ڈاکٹر عبدالرشید (چیئرمین شعبہ اسلامیات جامعہ کراچی)	۲۹
۹۔	تبصرہ کتب	علاؤالدین عدیم۔ ایم اے	۳۰

شذرہ

محرم اور ہمارا فریضہ

مدیر اعلیٰ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام اتفاق واتحاد، یکجہتی اور باہمی مروت واحسان کی تعلیم دیتا ہے اس سلسلے میں قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں واضح ہدایات موجود ہیں ارشاد ربانی ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور گروہ گروہ نہ ہونا) یعنی سب مل کر اکٹھے ہو کر دین اسلام پر جم جاؤ اور آپس میں جدائی اور تفریق کو ختم کردو یعنی نفرت و عداوت کی جگہ محبت واخلاص پیدا کرو کیونکہ اسلام محبت کی دعوت دیتا ہے چنانچہ نفرت کو مٹانے اور محبت کو ابھارنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا فاذکرو نعمت اللہ علیکم الخ (اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد کرو اس نعمت کو جس وقت تم باہمی عداوتوں اور نفرتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یکسر تمہارے دلوں میں محبت پیدا فرما دی یعنی نفرت وعداوت کو مٹا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تم اس کی نعمت یعنی دین اسلام کی بدولت بھائی بھائی بن گئے اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا وکانو شیاء لست منہم فی شئی (اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں)، گویا دین اسلام میں نفرت وعداوت پیدا کرنے والوں کے ساتھ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تعلق اور کوئی نسبت نہیں الغرض اسلام میں بے اتفاقی، نفرت، تشتت اور افتراق کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ تو سراسر سلامتی، امن وامان اور کمال انسان دوستی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں قدم قدم پر احترام آدمیت و عظمت انسانیت کا درس دیا گیا ہے یہ تو وہ دین فطرت ہے جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہر قسم کے فتنے فساد اور برائی کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار

دیا ہے اور اس طرح تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپس میں ایک وجود کی مانند ہے ایک مسلمان بھائی کی عظمت دوسرے مسلمان کی عظمت ہے ایک کی شرافت دوسرے کی شرافت ایک کی عزت دوسرے کی عزت اور ایک کی حرمت دوسرے کی حرمت ہے اسی لئے تو پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں۔ بہترین مسلمان (انسان کامل) وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

لیکن بدقسمتی سے آج کا مسلمان قرآن حکیم کی تعلیمات اور اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے منہ موڑ کر اتفاق و اتحاد اور محبت و یگانگت کی بجائے نفرت و عداوت اور فتنہ و فساد میں مبتلا ہو چکا ہے اور کہیں قومیت کہیں لسانیت کہیں علاقائیت اور کہیں مذہب کی آڑ میں کشت و خون کا بازار گرم کیا جا رہا ہے اور سب سے بڑھ کر قابل افسوس بات یہ ہے کہ دین کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں جدائی اور تفریق پیدا کرنے والے انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت عظام کے مقدس اسمائے گرامی استعمال کر کے یہ گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہیں ایام متبرکہ یعنی محرم الحرام اور ربیع الاول شریف کے دوران اس میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور دین کے نام پر دین کو مٹانے اور ناحق مسلمانوں کا خون بہانے کے ناپاک عزائم پر عمل درآمد کے لئے۔ یہود و ہنود کے آلہ کار ملک بھر میں سرگرم عمل ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کو دین کی خدمت سمجھتے ہیں

ہمارا پیارا وطن پاکستان اس قسم کی نااتفاقی فساد اور فتنوں کا متحمل نہیں ہو سکتا چنانچہ ہر محب وطن پاکستان کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ فتنہ پروروں اور فساد برپا کرنے والوں کو پہچانے اور ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آنے کی بجائے قرآن و حدیث مبارکہ سے رہنمائی حاصل کرے اور امت محمدیہ صلی اللہ وآلہ وسلم کے اتفاق و یکجہتی کو ہر صورت میں برقرار رکھے

اب چونکہ محرم الحرام کی آمد آمد ہے اور انہی مقدس ایام میں نواسہ رسول امام عالی مقام حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اور رفقاء کے خون سے شجر اسلام کو سینچا اور آج ہم اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں لہذا اس موقع پر ہم اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے دردمندانہ اور مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان ایام کا خصوصیت سے احترام کریں باہمی رواداری اتفاق و اتحاد اور محبت و مروت کا شعار اپناتے ہوتے اپنی ذمہ داری پوری کریں اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کریں

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں اتفاق و اتحاد عطا فرمائے افتراق و تشتت اور نفرت و عداوت سے محفوظ رکھے (آمین ثم آمین)

وفات حسرت آیات

ادارہ الحسن حضرت زیب سجادہ آستانہ عالیہ جلال پور شریف و سینیٹر قومی اسمبلی جناب پیر سید برکات احمد شاہ صاحب کے وصال پر انتہائی دکھ کا اظہار کرتا ہے۔

آپ کے صاحبزادگان و برادران اور متوسلین کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ نیز مرحوم کی دینی، سیاسی اور روحانی خدمات خصوصاً سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ترویج و اشاعت پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

مدیر اعلیٰ

منقبت حضرت غوث الاعظم محی الدین سید عبدلقادر جیلی رضی اللہ عنہ

سردار علی احمد خان لاہور

اے محی الدین ، امید بیکساں
رہنمائے عارفاں ، دیدہ وراں

شارح آیات قرآن حکیم
بے مثال و دلنشین طرز بیاں

مجلس رشد و ہدایت آپ کی
سایہ افگن جس پہ تھے کروبیاں

آپ کی تحقیق علمی کی ضیاء
منزل حق کی وضاحت کا نشاں

مشعل راہ ہدایت سربسر
نور قلب سالکین کاملاں

فیض جاری ہے بصیرت کا ہنوز
دانش علم و ہدایت ضو فشاں

ان کے انوار ولایت کے سبب
آج بھی تاباں قلوب سالکاں

حضرت مفتیِ اعظم علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۰ھ تا ۱۳۶۴ھ

"دُنیا کی سب قوموں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے لیکن انگریز قوم ہرگز قابلِ اعتماد نہیں"

یہ الفاظ ہیں حضرت مفتیِ اعظم مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی مرحوم کے جنھوں نے سرزمین بے آئین میں رہ کر استبداد و تشدد کے طوفان میں انگریز سامراج کی مخالفت اور عوام مزدور اور دہقان کی حمایت کی، جنھوں نے آخری سانس بھی قوم و وطن کی محبت پر نثار کر دیئے، جو ایک بہت بڑے انقلابی لیڈر، مدبر رہنما، فاضلِ اجل، عالمِ باعمل، حریت پرور، اور انسان دوست فرد تھے اور جن کی انتھک مساعی اور بے لوث قربانیوں کی بدولت اب تک فضائے سرحد میں صحیح انقلاب کی گونج باقی ہے۔

آپ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی عبدالرحیم، مفتیِ اعظم لقب ہے اور پوپلزئی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ۱۸۹۰ء میں بمقام پشاور حضرت مفتی سرحد مولینا عبدالحکیم صاحب کے گھر میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مفتیِ سرحد مولینا عبدالحکیم تھے علمی حلقے میں آپ کا شہرہ صرف صوبہ سرحد ہی میں نہیں، بلکہ کابل، قندھار، غزنی اور

ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ ان تمام علاقوں کے لوگ جوق در جوق آ آکر آپ کے وسیع علم سے مستفیض ہوتے تھے۔ سیاسی اعتبار سے بھی آپ کی شخصیت نہایت اہم تھی۔ آپ خلافت کمیٹی کے صدر تھے۔ مولینا عبدالرحیم صاحب کے دادا حضرت علامہ محمد امین صاحب کا شمار بھی صوبہ سرحد کے ممتاز ترین علماء میں ہوتا تھا۔

حضرت استاذ گرامی مرتبت مفتیٔ اعظم مولینا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی مرحوم نے سنہ ۱۹۰۸ء تک پشاور میں مختلف علماء سے اور بالخصوص اپنے والدِ محترم سے تعلیم حاصل کی۔ کتبِ درسیہ سے فراغت حاصل کرکے سنہ ۱۹۰۸ء میں رامپور ہوتے ہوئے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ یہاں اس وقت شیخ الہند علامہ محمود الحسن صاحب شیخ الدرس تھے۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں آپ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کا شمار حضرت شیخ الہند کے مخصوص اور ممتاز شاگردوں میں ہوتا تھا۔ آپ اپنے اُستاد کا جس وقت بھی درس میں نام لیتے تو نہایت ہی ادب و احترام سے لیتے اور فرماتے۔ "کہ مجھے فخر ہے کہ شیخ الہند جیسے مجاہد میرے اُستاد ہیں"۔

تعلیم سے فراغت حاصل کرکے آپ نے اُستاد کے ارشاد پر سیاسیات میں حصہ لینا شروع کردیا۔ سنہ ۱۹۱۹ء اور سنہ ۱۹۲۰ء میں جب ہجرت کی تحریک شروع ہوئی، تو آپ نے نہایت ہی جانفشانی کے ساتھ اس تحریک میں قوم کی خدمت کی۔ اپنی پُرخلوص اور بے لوث خدمات کا سکہ ہر ایک کے دل پر بٹھا دیا۔ درحقیقت آپ کی سیاسی زندگی کا زمانہ کھلے طور پر یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کی حیثیت اس تحریک میں ایک قائد کی تھی۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں آپ نے ایک ہفت روزہ صحیفہ "سرفروش" کا اجراء کیا جس

میں تقریباً تمام مقالات، شذرات اور مضامین آپ ہی کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہوتے تھے صوبہ سرحد میں اس وقت جبکہ ظلم و جور کی جابرانہ قوت نے جمہوریت اور آزادی کو دبا رکھا تھا۔ یہ اپنی قسم کا واحد اخبار تھا جو کہ غریب عوام، محنت کش، مزدور، اور مفلوک الحال لوگوں میں بیداری اور اپنے حقوق کی حفاظت کا جذبۂ صادقہ پیدا کرتا تھا۔ انگریزی سامراج پر جائز اور تعمیری نکتہ چینی کرنا بغیر کسی خوف و خطر کے اس اخبار کا طرۂ امتیاز تھا۔ آج اگر ہم یہ کہیں تو بے محل نہ ہوگا، اور بے جا بھی نہ ہوگا کہ صوبہ سرحد کی سیاسی بیداری میں اس اخبار کو بہت دخل رہا ہے۔

مولینا صاحب کی مسلسل کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۱۹۳۰ء میں یہاں کانگریس کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ کانگرس میں ایسے افراد ہیں جو سرمایہ دارانہ خیالات کے مالک ہیں اور غریب عوام کی خدمت نہیں کرتے۔ نیز آپ مکمل اشتراکی خیالات رکھتے تھے۔ لہذا آپ نے چند اشتراکی رفیقوں کے تعاون سے "نوجوان بھارت سبھا" کے نام سے ایک الگ جماعت کا قیام عمل میں لائے۔ آپ کو اس جماعت کا سرپرست بنایا گیا۔ صوبہ سرحد کا نوجوان اور باعمل طبقہ آپ کے ساتھ مل گیا۔ آپ نے آنے والے انقلاب کو دیکھتے ہوئے صوبہ سرحد کے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، اور شہر شہر کا دورہ کیا، ایک بہادر، شجاع اور نڈر انقلابی کی طرح دنیا کو یہ پیغام دیا۔ "دنیا چین و آرام کی زندگی بسر کرے۔ ملک کا نظام حکومت معاشی اور اقتصادی خوشحالی کا کفیل ہو۔ عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ ظلم و استبداد کا استیصال کیا جائے، ظالم کی حمایت نہ ہو اور نہ مظلوم کی حق تلفی ہو۔"

اس کے بعد آپ نے آزاد قبائل کا دورہ کیا۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ بڑے

بڑے علماء اور سیاسی کارکن بھی تھے۔ آپ کے اس سفر کا ایک اہم مقصد (علاوہ دیگر مقاصد کے) یہ بھی تھا کہ انگریزوں کی ان ریشہ دوانیوں کو طشت از بام کیا جائے جو امان اللہ خان مرحوم سابق والیٔ افغانستان کے متعلق کی جا رہی تھیں۔ چنانچہ آپ آزاد قبائل کے مشاہیر علماء، مشائخ اور خوانین سے ملے اور انھیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ اِس سفر میں آپ کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے ان تمام تکالیف کا مقابلہ کیا۔ اور اواخر ۱۹۲۹ء میں واپس پشاور لوٹے، اور اس تمام روئداد کو قلم بند کر کے عوام الناس کی معلومات کے لئے شائع کر دیا۔ اب آپ کی انتھک کوشش اور سعیٔ پیہم سے تمام لوگ اور خصوصاً غریب عوام جہادِ آزادی کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے۔ سول نافرمانی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جلسوں میں آپ کی تقاریر سے غریب اور نادار عوام آزادی کی تڑپ اور "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے اپنے قلوب گرما رہے تھے۔

گورنمنٹ انگریزی نے ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کی صبح آپ کو مع دوسرے رفقاء کے گرفتار کر لیا۔ اسی دن ان لوگوں کی گرفتاری پر عوام میں بے چینی پھیل گئی، مکمل ہڑتال کی گئی، جلوس نکلے، انگریزوں نے فوج طلب کر کے نہتے اور مظلوم عوام پر اندھا دھند مسلسل ساڑھے تین گھنٹہ تک گولی چلائی، قصہ خوانی بازار شہداء کے خون سے لالہ زار بن گیا۔ قدم قدم پر لاشیں اور زخمیوں کی کراہنے کی آوازیں تھیں۔ کتنے نوجوان تھے جو اس دن شہید ہوئے اور کتنے بچے اس دن یتیم ہوئے۔ ان تمام مصیبتوں اور تکالیف کا برداشت کرنا اور وطن عزیز کی آزادی کے لئے بیش از بیش قربانیاں کرنا آپ ہی کی بے پناہ کوشش اور حصول آزادی کے لئے تیار کرنے کا نتیجہ تھا۔ پشاور

سے آپ کو گجرات جیل منتقل کر دیا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں گاندھی اروِن پیکٹ کے تحت آپ
رہا ہوئے اور آخر ۱۹۳۱ء میں انگریزی سامراج کے خلاف "اتمان زئی" کے ایک
عظیم الشان جلسہ میں صدائے احتجاج بلند کی۔ اس جرم کی پاداش میں آپ کو تین سال
قید کر دیا گیا اور ہری پور جیل میں رکھا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے رہائی حاصل کی۔
جب آپ گھر پہنچے تو آپ کو میونسپل حدود میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس دوران میں آپ
نے بیت اللہ شریف کے سفر کا ارادہ کیا۔ گورنمنٹ نے آپ کو سفر کی اجازت نہ
دی، تو آپ نے احکام توڑنے کی دھمکی دی۔ نتیجۃً گورنمنٹ نے آپ کوا
دے دی۔ دو سال تک آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں رہے۔ جب آپ واپس
تشریف لائے تو اسی طرح آپ نے آزادیٔ وطن کی خاطر اپنی سرگرمیاں شروع کر
دیں۔ ۱۹۳۶ء میں اصلاحات کے تحت کانگرس نے یہاں اپنی حکومت بنائی۔
ڈاکٹر خان صاحب وزیرِ اعظم مقرر ہوئے۔ اب کانگرس جس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ
غریبوں، بھوکے، ناداروں اور مفلوک الحال زمینداروں کے لہو اور ہڈیوں پر بنی ہے
سریر آرائے حکومت ہو چکی ہے۔ حضرت مولینا مرحوم نے اس کانگرسی حکومت کو ان
آف طوروں کے ظلم و جور سے آگاہ کیا جو اُس نے اپنے کمزور اور بے کس کسانوں پر
روا رکھے تھے، مگر وہ حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آپ نے برابر پراونشل کانگرس کو
بھی اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ کیا۔ مگر اس طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کار
آپ کی سرپرستی میں "غلہ ڈھیر" تحریک شروع ہو گئی۔ آپ نے ایک بہادر
انقلابی کی طرح مفلوک الحال زمینداروں کی حمایت میں "اپنی حکومت" کے مقابلہ پر
آکر ۱۹۳۸ء میں سینہ سپر ہو گئے۔ آپ کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کا لالچ دیا گیا، مگر

آپ کا ارشاد ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ زمانے کے دل فریب کرشمے مضبوط سے مضبوط ارادے کو بھی متزلزل کر سکتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ کامیابی کا راز عزم و ہمت میں ہے اور چشمک آرزو کے فریب خوردہ ارادے دنیائے عزیمت کے حدود سے خارج ہیں"

آپ نے اپنا یہ ارشاد سچا کر دکھایا کہ مردانِ عزیمت ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ آپ نے انتہائی ہمت عزم اور استقلال کے ساتھ اس تحریک کو چلایا۔ آخر اس اپنی حکومت نے ایک سرمایہ دار کی حمایت کرتے ہوئے مولینا صاحب کو گرفتار کر لیا اور ایک سال قید کی سزا دی، نیز جیل میں عام قیدیوں سا سلوک آپ کے ساتھ کیا۔ اس قید کو بھی آپ نے صبر و استقامت کے ساتھ پورا کیا۔

سنہ ۱۹۳۸ء میں رہا ہونے کے بعد وہی جذبہ صادقہ غریبوں کی امداد، بیچاروں اور بیکسوں کی حمایت آپ نے ضلع ہزارہ کے غریب زمینداروں اور کسانوں کی حمایت کے لئے "ہزارہ کسان کانفرنس" منعقد کی۔ تمام ہزارہ کا دورہ کرنے کے بعد سنہ ۱۹۳۹ء میں پہلی ہزارہ کانفرنس منعقد کی جس کی صدارت کے فرائض آپ نے خود انجام دیئے۔ غریب عوام کے مطالبات آپ نے کانگرس کے سامنے پیش کئے۔ آخر پراونشل کانگرس کمیٹی کا اجلاس ایبٹ آباد میں کروا کر مزارعین کے مطالبات منظور کروا دیئے۔

اواخر سنہ ۱۹۳۹ء میں جب برطانوی استبدادیت نے غریب اور لاچار وزیرستانیوں پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ بمباری، توپوں کے ذریعے آتشیں گولے مشین گنوں اور مسلح موٹروں کے ذریعے گولیوں کی آگ برسائی تو آپ نے اس ظلم و جبر کے خلاف

بتوں میں جلسے منعقد کر کے حکومت کے خلاف تقاریر کیں، اور عوام الناس کو ان مظالم سے آگاہ کیا چنانچہ اس کلمۂ حق کہنے پر آپ کو گرفتار کر کے پانچ سال قید کر دیا گیا۔ اور قید بھی بامشقت تھی۔ ایڈوائزری دورِ حکومت میں گورنمنٹ نے آپ کو اس شرط پر کہ آپ صرف بتوں نہیں جائیں گے، رہا کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر اس پیکرِ حق و صداقت اور علمبردار حریت نے کمال بے باکی اور جرأت سے جواب دیا "کہ جب میں اس حکومت کو ہی عملاً تسلیم نہیں کرتا تو کسی شرط کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" آخر تین سال کی قید کے بعد آپ کو رہا کیا گیا۔ اس قید کے درمیان آپ کو پلورسی کی بیماری ہوئی اور اسی سے اِنتقال ہوا۔

چونکہ آپ کے خیالات غریبوں کی حمایت، بیکسوں کی دادرسی کرنا تھا اِس لئے رجعت پسند طبقہ اور وہ کانگرسی طبقہ جو سرمایہ دارانہ ذہنیت رکھتا تھا آپ کے خلاف مذہب کی آڑ لے کر لغو اور فحش پراپیگنڈہ کیا کرتا تھا۔ آپ کو طعنوں سے نوازا جاتا تھا۔ بالخصوص آپ پر یہ الزام لگایا جاتا کہ آپ کا طریقِ کار ملّی مفاد کے خلاف ہے اور خطرناک ہے۔ مذہب کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ مگر آپ تمام الزامات کا جواب کمال بردباری اور تحمل کے ساتھ دیتے اور معاف فرما دیتے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے جواب دیا۔ "آخر مجھے کوئی یہ تو بتائے کہ قوم کی بہبودی، ملک کی ترقی و خوش حالی، مظلوم کی ہمدردی، غمزدوں کی تشفی، بیکسوں کی دلجوئی، ظالم سے اعراض، بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک و رواداری، کس مذہب میں منع ہے، کس دین میں جرم اور کس تہذیب کے خلاف ہے۔ کیا اِسلام نے ان امور کی دعوت نہیں دی، شریعت نے ان کا احساس نہیں دلایا" فرماتے ہیں "اگر جواب

اثبات میں ہے تو بتلایئے کہ ۱۹۲۹ء سے لے کر اس وقت تک میری متعدد تحریریں اور تقریریں کس موضوع پر تھیں۔ کیا ان میں اور متذکرہ بالا کے سوا مواد موجود ہیں جن کی وجہ سے مذہبی و ملی مفاد کو خطرہ پہنچتا ہے۔"

آپ نے کابل کے تین سفر کئے تھے۔ ایک سفر والیٔ کابل غازی امان اللہ خاں کے زمانہ میں، دوسرا سفر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی مرحوم کی خواہش پر اور تیسرا سفر آپ نے قندھار تک کیا تھا۔

۱۹۳۴ء میں بیت اللہ شریف کا سفر کیا۔ آپ دو سال تک حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ بادشاہ ابن سعود نے آپ کو مہمان رکھا اور بہت خاطر و مدارات کی۔

حضرت علامہ اگر سیاست کے میدان میں ظلم و جبر کے خلاف ایک بہادر نڈر اور انقلابی مجاہد کی طرح سینہ سپر کھڑے رہے تو اس کے ساتھ ساتھ علم و ادب اور عرفان کے دریا بھی بہاتے رہے۔

اپنے مکان (واقعہ محلہ کاٹھ بخانہ پشاور) پر تمام دن درس جاری رہتا۔ طلباء کا جمگھٹا ہوتا۔ کوئی تفسیر پڑھ رہا ہے تو کوئی حدیث شریف، کوئی فقہ پڑھ رہا ہے تو کوئی اصول فقہ، کوئی تصوف کی کتابیں پڑھ رہا ہے تو کوئی اخلاق کی۔ کوئی منطق پڑھ رہا ہے تو کوئی فلسفہ۔ غرضیکہ ہر علم و فن کا درس جاری ہے۔ جب بھی کوئی استفتاء آتا تو آپ قلم برداشتہ اس کا جواب لکھ دیتے۔ وعظ فرماتے تو حکمت و موعظت کے موتی بکھیرتے آپ کو اسی دینی خدمت پر متفقہ طور پر صوبہ سرحد اور اس کے تمام ملحقہ آزاد قبائل نے مفتیٔ اعظم تسلیم کیا۔ صوبہ سرحد کابل قندھار، تاشقند اور آزاد قبائل میں سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے شاگرد موجود ہیں۔

تصوف میں آپ جناب مجاہدِ کبیر حضرت نجم الدین صاحب ہڈہ کے پیرو تھے۔ اسی لئے مجاہدِ جلیل صاحب فقر و غنا جناب حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمتہ اللہ علیہ سے بہت متاثر تھے۔

جب یہ پیکرِ صبر و استقلال آخری بار قید سے رہا ہوئے تو بہت ہی کمزور اور نحیف ہو چکے تھے۔ دورانِ قید ہی میں آپ پر پلورسی اور گردہ درد کا مہلک دورہ پڑ چکا تھا۔ مگر اس سے کچھ سنبھل گئے تھے۔ پھر جب دوسری بار دورہ پڑا تو اس دورہ سے جان بر نہ ہو سکے۔ بیماری کے ایام میں جب کبھی حاضری کا موقع ملا، تو فرماتے "امتحان کے پرچے دے رہا ہوں۔ دیکھو کب امتحان ختم ہوتا ہے"۔ تقریباً دس ماہ علیل رہ کر ۴۵ برس کی عمر میں بروزِ بدھ ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء کو یہ آفتابِ علم و عمل غروب ہو گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

سینیٹر میر افضل خان صاحب کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر ادارہ الحسن نہایت افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو مغفرت نصیب فرمائے اور سینیٹر صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مدیر اعلیٰ

"بنیاد پرستی اور واویلا مغرب"

سائرہ اور کزئی بی اے

"جب تک مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے وہ ہمارے راستے میں مزاحم رہیں گے۔ اس لئے ہم پر لازم و ملزوم ہے کہ قرآن کو ان کی زندگی سے خارج کر دیا جائے۔ جبھی وہ زندگی سے خارج ہوں گے"۔

پہلی جنگ عظیم سے قبل برطانیہ کے وزیر نو آبادیات کا یہ بیان صرف ایک بیان ہی نہیں بلکہ ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر تاج برطانیہ کے دستخط ہیں، جمہوریت فرانس کی مہر اس پر ثبت ہے، ہالینڈ اور پولینڈ کے دستخط بھی موجود ہیں، اس پر جرمنی، پرتگال، ہسپانیہ کی مہریں بھی چمک رہی ہیں۔ روس اور امریکہ کے خفیہ اور نمایاں انگوٹھے اس پر لگے ہوئے ہیں۔ یہ استعمار کی جلی اور خفی متفق علیہ پالیسیوں کا خلاصہ ہے۔ کوئی وقتی ابال نہیں مستقل پالیسی ہے۔ کوئی سیاسی پالیسی ہی نہیں بلکہ تعلیمی پروگرام بھی ہے، ثقافتی جارحیت بھی، تہذیبی محاصرہ بھی اور معاشی پلان بھی ہے۔ اسی دستاویز کو پڑھ کر ترکی کے ایک رجل الرشید بدیع الزمان سعد نورسیؒ اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن کی تعلیم کے لئے وقف کر دی اور تاحیات اپنے مقصد پر ڈٹے رہے۔

مسلمانوں نے دنیا پر کئی صدیاں حکومت کی، مسلم سلطنتیں جیسے اموی، عباسی اور فاطمی سلطنت، ہندوستان میں مغل سلطنت، ایران و ترکی میں سلطنت صفویہ اور سلطنت عثمانیہ کی تاریخ یورپی سلطنتوں سے بہت درخشاں ہے۔ اسلامی ثقافت و تہذیب نے تمام دنیا کو امن و آشتی کا پیغام دیا۔ یہاں تک کہ اسلام ان تمام لوگوں کے لئے ایک پناہ گاہ بن گیا جنہیں دوسرے مذاہب میں مظالم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ خصوصاً یورپ، ہندوستان اور افریقہ کا نچلا اور مظلوم طبقہ، رابرٹ بیری فالٹ (Robert Briffault) نے اسلامی سلطنت اور معاشرت کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی کتاب "Making of Humanity" میں لکھا

"مشرق میں "Theocracy" یا خدا کے قانون کے مطابق حکومت نہ ظالم تھی اور نہ ہی جابر تھی۔ ہمیں وہاں پر کوئی آزادی اظہار پر پابندی، دانشور طبقے کے خلاف پابندیاں یا انہیں ہراساں کرنے کی کوئی مثال نظر نہیں آتی جو یونان، روم اور یورپ کی مختلف سلطنتوں کا اپنے دور میں خاصہ تھا"۔

مشہور تاریخ دان (Muir) میور اپنی کتاب " خلافت ، اسکا عروج ، تنزل اور زوال "Caliphate its Rise , Decline & Fall" میں لکھتے ہیں۔

" مفتوح کے لئے نرمی، عزت نفس اور انصاف کی جو مثالیں اسلامی دور حکومت میں پائی جاتی تھیں وہ رومیوں کے ظالمانہ اور متعصب رویے کے برخلاف تھیں"

گذشتہ تین صدیوں سے مغربی استعماری قوتیں عالم اسلام پر مسلط ہیں۔ عالم اسلام نے مغرب کے ہاتھوں معاشی، سیاسی، تہذیبی، فوجی اور اخلاقی طور پر بہت نقصان اٹھایا ہے۔ مسلمان جو آج مغرب سے بہت پیچھے ہیں اور کمزور ہو چکے ہیں ان پر مغرب کے لئے "ایک عظیم خطرے" کا لیبل لگ چکا ہے۔ سویت یونین کی شکست وریخت کیساتھ ہی مشرق و مغرب کی سرد جنگ اختتام کو پہنچی۔ امید تھی کہ سرد جنگ کا خاتمہ مغربی دنیا کو جنہوں نے کئی نسلیں اپنی نظریاتی سرحدوں کو محفوظ رکھنے کے لئے گنوادیں امن دے گا مگر سویت یونین کے دنیا کے نقشے سے غائب ہونے کے فوراً بعد مغرب کو" اسلامی بنیاد پرستی " کا خیال آگیا جسے وہ کمیونزم سے زیادہ خطرناک گردانتے ہیں۔ صدر نکسن اپنی کتاب (Sieze the Moment) ، صدر ریگن اپنی کتاب (An American Life) ، مختلف دانشور جیسے فرانس فکیومہ Francis Fukuyama اپنی کتاب The End of History & Last Man) اور کالم نگار جیسے رچرڈ پفیف Richard Pfaff سب مل کر ایک ہی راگ الاپ رہے ہیں کہ " اگر آج کوئی خطرہ جو امریکہ اور یورپ کو درپیش ہے تو وہ " اسلامی بنیاد پرستی " کا خطرہ ہے"۔ مسلمان جنہوں نے مغرب کے ہاتھوں معاشی، سیاسی، اخلاقی اور تہذیبی طور پر بہت نقصان اٹھایا ہے

آج آخر اسلام کی اصل روح کو پہچانتے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو سیاسی، معاشی اور نظریاتی طور پر قرآن کے مطابق ڈھال سکیں اور مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کا مقابلہ کر سکیں تو اسے "بنیاد پرستی" کا نام دیا جا رہا ہے۔ مغربی میڈیا اپنا تمام تر زور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کے لئے صرف کر رہا ہے۔ اسلام کو بنیاد پرست اور عیسائیت کو ترقی پسند کہنے والے بڑے بڑے مفکر اور دانشور دراصل حقائق سے چشم پوشی اختیار کر رہے ہیں۔ آیئے ذرا اصل حقائق کی طرف نظر ڈالیں۔

بنیاد پرستی حقیقت میں عیسائیت کی تحریک ہے۔ اسلام میں اسکی کوئی جگہ نہیں۔

جدید مغربی تاریخ میں بنیاد پرست وہ لوگ ہیں جو اس پر یقین رکھتے ہیں کہ

۱) بائیبل خدا کی طرف سے براہ راست نازل کردہ کتاب ہے اور تنقید سے مبرا ہے۔

۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت مریم پاکیزہ دوشیزہ ہیں اور حضرت عیسیٰ، حضرت مریم اور خدا کا تعلق ایک ہے یعنی تثلیث کے قائل ہیں۔

۳) جو گناہ یا خطا حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں ہوئی اسکا کفارہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا کفارہ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر مر جانے سے ادا کر دیا۔

۴) قیامت کا برپا ہونا یا حشر و نشر کا ہونا۔

۵) عیسائیت کی اخلاقیات کو نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی طور پر بھی اپنانا چاہیئے۔

۶) انہوں نے مغربی طرز زندگی کی بعض باتوں پر بھی اعتراض کیا اور اسے عیسائیت سے انحراف قرار دیا۔

انسائیکلو پیڈیا برطانیکا کی جلد نمبر ۷ صفحہ ۷۷۷ پر Fundamentalist یا بنیاد پرست کی تعریف ان الفاظ میں موجود ہے۔

"بنیاد پرست اور انجیل کی (تبلیغ کرنے والے) کلیساؤں (کے ماننے والے) بنیاد پرست اور انجیلی معبد خانوں کا گروہ عقیدہ کے لحاظ سے عقائد کی شراکت پر مشتمل ایک ملا جلا گروہ ہے جو کہ زور دیتا ہے مکمل طور پر اور اکثر زبانی لفظی یا فعلی طور پر بھی کہ بائیبل ایک الہامی کتاب ہے اور یہ

کتاب ضامن ہے ایمان و عمل کی۔ یہ لوگ تبلیغ کرتے ہیں کہ خوش و خرم اور مبارک زندگی صرف اور صرف خود کو کلیسا کی تحویل (یعنی مذہب تبدیل کر کے عیسائی بن جانے) میں دینے سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ عیسائی مذہب کو خدا کی طرف سے تحفے کے طور پر اور اس مذہب کو مکمل نجات دھندہ سمجھتے ہوئے ہی ایک شخص خوش و خرم زندگی حاصل کر سکتا ہے۔

" World Book Encyclopeedia کی جلد نمبر ۷ جو کہ U.S.A میں طبع ہوئی اس کے صفحہ ۸۲ پر بنیاد پرستی کی وضاحت یوں موجود ہے۔

"بنیاد پرستی امریکہ کے پروٹسٹنٹ فرقے کے معبد خانوں کی ایک تحریک ہے جو کہ بنیادی حکایتی اور مذہب کی قدامت پسندی کی تعلیم دیتی ہے یہ اصرار کرتے ہیں کہ بائیبل براہ راست نازل کردہ کتاب ہے اور یہ کہ اصل نسخہ ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہے۔ بائیبل میں تنقید کی گنجائش نہیں ہے مگر معمولی اور چھوٹی تنقید کی جاسکتی ہے صرف اسکے نزول پر اور یہ کہ پروٹسٹنٹ سخت مخالفت کرتے ہیں بڑی تنقید کرنے پر بائیبل میں بنیاد پرستوں نے یہ بھی رجحان دیا کہ اس کتاب کے نام کے درمیان اختلاف ہے اور ان بنیاد پرستوں نے جدت و سائنسی علوم کی بھی مخالفت کی"۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بنیاد پرستی کہ اصطلاح خود عیسائی قوم کی پیدا کردہ ہے۔ عیسائی قوم دراصل دو گروہوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک وہ تھے جو صنعتی انقلاب لانے اور ترقی کی کوشش میں لگے رہے۔ انہوں نے اپنا نام جدت پسند یا MODERNIST رکھا اور دوسرے وہ جو یہ کہتے تھے کہ نئی چیز دین میں خرابی کا باعث بنتی ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بنیاد پرست یا Fundamentalist کہتے تھے۔ یہ لوگ سائنس کی ترقی اور اسکے اصولوں کے خلاف تھے۔ اور یہ کہ جدت پسند لوگوں کو الہامی کتابوں کی کوئی پرواہ نہیں اور یہ ان کتابوں کی صداقت سے دستبردار ہو رہے ہیں۔ جدت پسندوں نے یہ کہا کہ جدت کے بغیر زندگی بہت مشکل ہے۔ اس سلسلے میں کلیسا نے خدائی اختیارات کا بہت ناجائز فائدہ اٹھایا اور ان جدت پسندوں اور سائنسدانوں کو کئی طریقے کے جبر و تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس کی مثال ایک وہ سائنسدان

تھے جو زمین کے گول ہونے کے قائل تھے۔ یہی وہ حقائق تھے جن کی وجہ سے ۱۹ ویں صدی میں ۲ عیسائی گروہ نمودار ہوئے۔ ان میں ایک بنیاد پرست اور دوسرے قدامت پرست کہلاتے۔ پچھلی صدی میں بنیاد پرستی کی یہ تحریک ایک سابقہ تحریک میلینیرین (Millenarian) سے وابستہ ہے جو کہ ۱۸۳۰ اور ۱۸۴۰ کے درمیان تھی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح دوم کی بعثت اسی عشرے میں متوقع ہے جس سے ہزار سال کا راج ہو گا۔ یہ ایک امریکن تحریک تھی۔ عیسائیوں کے تینوں فرقوں میں سے ایک فرقہ پروٹیسٹنٹ (Protestant) تھا جسکا بانی مارٹن لوتھر تھا۔ یہ فرقہ خالصتاً بنیاد پرستوں کا فرقہ تھا۔ اسکی وجہ سے (Independent Fundamental Churches) خود مختار بنیاد پرست معبد خانے کا قیام عمل میں آیا۔ یہ فرقہ عیسائیوں کے فرقوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے اور عام طور پر بنیاد پرست کہلاتا ہے۔ برطانیہ، امریکہ اور کئی دوسرے یورپی ممالک کا سرکاری مذہب بھی پروٹسٹنٹ ہے۔ یہ لوگ بنیاد پرست ہیں اور ہر لحاظ سے اپنے آپ کو بنیاد پرست کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اس اصطلاح کو مسلمانوں پر لگانے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کی وحدت ختم کردی جائے۔ ان کو ترقی سے روک دیا جائے۔ مسلمان قوم کو انہیں کے مفکرین کے ذریعے بدنام کرنا اور اسلام کو ظالم کہنا تاکہ مسلمان اسلام سے نفرت کرنے لگیں اور اسلام کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے لگیں۔ یہ لوگ مسلمانوں اور تمام دنیا سے کہتے ہیں کہ اسلام عرصہ ہوا اپنی توانائی اور افادیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو کر صفحہ ہستی سے ناپید ہو چکا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو غلامی، جاگیرداری اور سرمایہ داری کو جائز قرار دیتا ہے، جو عورت کو نصف مرد کے مساوی سمجھتا ہے۔ اسے گھر کی چاردیواری میں قید رکھتا ہے، یہ مذہب سنگساری، قطع اعضاء اور کوڑوں کی وحشیانہ سزائیں دیتا ہے، انہیں مختلف طبقات میں بانٹ دیتا ہے، محنت کاروں کو آرام کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دیتا۔ اسکا ترقی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اب تو سرے سے اسکا وجود خطرے میں نظر آتا ہے۔ اس جیسے فرسودہ مذہب کا پنپنا اور کامیاب ہونا خارج از امکان ہے۔ مگر جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ اسلام صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ یہ اپنے اندر عادلانہ

نظام معیشت، متوازن معاشرتی نظام، دیوانی، فوجداری اور بین الاقوامی قانون، مخصوص فلسفہ حیات اور تربیت جسمانی کا ایک نظام سمیٹے ہوتے ہیں تو مغرب کے عظیم مفکر اور دانشور اس بات کو ماننے سے انکار کردیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کا بہترین نظام حیات یورپ کا ہے، بہترین نظام معیشت یورپی مفکرین کی فکری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ انسان کو بنیادی حقوق سب سے پہلے انقلاب فرانس نے دلوائے، جمہوریت کا فروغ تمام تر اہل انگلستان کے جمہوری کارناموں کا ثمرہ ہے، تہذیب و تمدن کی حقیقی بنیادیں رومن تہذیب و سلطنت کا عطیہ ہیں۔ الغرض یہ کہ یورپ کو ایک عظیم قوت بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں کوئی طاقت مزاحم نہیں ہو سکتی ہے۔

مغربی استعماری قوتوں نے مسلمانوں پر کئی صدیاں حکومت کی جس کا نتیجہ افریقہ، ایشیا۔ اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے سیاسی اور تہذیبی زوال کی صورت میں برآمد ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں بہت سے مسلم ممالک استعماری قوتوں سے آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اسکے ساتھ ہی پوری دنیا کے مسلمانوں نے اسلام کے احیاء کی تحریکیں شروع کردیں تاکہ وہ مغرب کے سیاسی اور معاشی شکنجے سے آزاد ہو سکیں۔ یہ صورتحال مغرب کو بہت ناگوار گزری جو اسلام کو دنیا پر اپنے تجارتی اور معاشی غلبے کے لئے ایک سنگین خطرہ سمجھتی ہے۔ ۱۹۹۰ء میں عراق کے خلاف فوجی طاقت کا استعمال کرنے کے بعد عراق، پاکستان، شام، لیبیا، ایران پر تجارتی اور معاشی پابندیاں اسی منصوبے کا حصہ ہیں۔ آج مغرب دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ اسلامی بنیاد پرستی کا اصل مقصد قرآن کا نفاذ، عورتوں کو پردہ میں رکھنا، اسلامی سزائیں نافذ کرنا، دہشت گردی کے ذریعے اپنے اپنے ملک اور تمام دنیا کے امن و امان کو تباہ کرنا ہے۔ مگر حقیقت میں اسلامی تحریکوں کو اصل مقصد، جیسے وہ بنیاد پرستی کا نام دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو مغرب کی سیاسی اور معاشی استحصال سے نجات دلانا ہے کیونکہ انہیں اندازہ ہوگیا ہے کہ دنیا کی معیشت پر کنٹرول کے ذریعے ہی دنیا کی سیاست کا رخ موڑا جاسکتا ہے۔

اسلامی ممالک کی تاجر برادری اور سرمایہ دار طبقہ دنیا کی معیشت میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ بنانے

کی کوشش کر رہا ہے مگر مغرب کی مخالفت بھی شدید تر ہے حال ہی میں بنک آف کریڈٹ اینڈ کامرس (BCCI) کو جس طرح تمام مغربی ممالک میں بند کیا گیا اور اسے دیوالیہ قرار دیا اسی عالمی سازش کا حصہ ہے کیونکہ یہ بینک شیخ زید بن سلطان النہیان والئی متحدہ عرب امارات کا تھا۔ اور مختصر عرصے میں ریکارڈ کامیابی حاصل کر کے مغربی وامریکی اور۔یہودی بینکوں کا حریف بن چکا تھا۔

مغرب سے معاشی آزادی حاصل کرنے کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ عراق، پاکستان، لیبیا، شام، اسلامی محاذ آزادی الجزائر، سوڈان اور ایران یہ قیمت ادا کر رہے ہیں۔ مغربی حکومتوں کے علاوہ دوسری ایجنسیاں جو اسلامی احیا۔ کی تحریکوں کے خلاف کام کر رہی ہیں اور اسے بنیاد پرستی کا نام دے رہی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ کونسل آف فارن ریلیشین — Council of Foriegn Relation

۲۔ ٹرائی لیٹرول کمشن — Trilateral Commission

۳۔ بلڈربرگ گروپ — Bilderberg Group

۴۔ آرگنائزیشن آف اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈیولپمنٹ — Organisatio of Economic Co-operation and Development

۵۔ انٹرنیشنل مونٹری فنڈ — International Montary Fund (IMF)

۶۔ ورلڈ بینک — World Bank

ٹرائی لیٹرل کمیشن کو ڈیوڈ روک فلیر David Rockfeller نے ۱۹۷۳ء میں بنایا اور یہ ان سب اداروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس گروپ نے مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی آرڈر وضع کیا۔ اسکے ۲۰۰ ممبران میں سے کئی مغربی ممالک میں۔ بہت ہی اہم عہدوں پر فائز رہے جن میں ایک سابق صدر امریکہ بھی شامل ہیں۔

کونسل آف فارن ریلیشن ایک نجی امریکی ایجنسی ہے جسکا کام پبلک پالیسی بنانا ہے۔ اسے

1918ء میں قائم کیا گیا۔ بلڈربرگ گروپ ۱۹۵۴ میں بنا۔ یہ ایک یورپی ایجنسی ہے اور اسکی سرپرستی مغربی یورپ، امریکہ اور کینڈا کے بڑے بڑے لیڈر کرتے ہیں۔ ان ایجنسیوں کے کام کو کوئی خفیہ نہیں رکھا جاتا بلکہ یہ اپنے تمام منصوبے ٹاسک فورس رپورٹ میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہ گروپ امریکہ، مغربی یورپ اور جاپان جو دنیا کی دو تہائی معیشت پر قابض ہیں کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان گروپوں کی واحد کوششیں یہی ہیں کہ مینجمنٹ، معیشت اور ٹیکنولوجی کا کنٹرول انہیں ممالک کے ہاتھوں میں رہے اور ایشیائی ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کو ان سے ہر ممکن طریقے سے باہر رکھا جائے۔ یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ ٹرائی لیٹرل کمیشن کو سب سے زیادہ امداد مختلف گرجا گھروں سے آتی ہے۔ ان گروپوں کی یہی کوششیں ہوتی ہیں کہ اسلامی ممالک کو قرضوں کے شکنجے میں جکڑ لیا جائے تاکہ وہ ان مغربی طاقتوں کے خلاف آواز نہ اٹھا سکیں۔ ۱۹۷۰ء میں اسکی ایک ٹاسک فورس نے اپنی رپورٹ میں کہا

"دو دہائیوں کے دوران سویت یونین، مشرقی یورپ اور چین دنیا کی معیشت میں اہم رول ادا کریں گے"۔

آج سوویت یونین کے خاتمے کے بعد روس (IMF) انٹرنیشنل مونٹری فنڈ کا ممبر ہے۔ مشرقی یورپی کے ممالک یورپ کامن مارکیٹ کے ممبر بن رہے ہیں اور چین اس وقت دنیا کی اہم معاشی طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ ان حالات میں جب مسلمانوں کے خلاف اس قدر شدید سازشیں کی جارہی ہیں اور ان کو دنیا کی معیشت سے باہر رکھنے کے پلان پر زور و شور سے عمل ہو رہا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں رد عمل کے طور پر مسلمانوں میں اسلامی احیاء کی تحریکیں کوئی تعجب کی بات نہیں ہونی چاہئے نیز ان تحریکوں کو بنیاد پرستی کا نام دینے، مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے اور اسلامی تحریکوں کو اجتماعی طور پر کچلنے کے یورپی و امریکی پروگرام پر بھی حیرت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ احیاء اسلام کو قطعی طور پر برداشت نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں ایک وضاحت امریکہ کے سابق سیکرٹری جیمز بیکر نے امریکہ کی نیو ورلڈ آرڈر میں خارجہ پالیسی پر بیان دیتے ہوئے یوں کی۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں

غزل

محمد اقبال وڈیگہ

آمد بہار کی ہے پتے ہرے ہرے
لگتے ہیں دل خوشی سے ہر سو بھرے بھرے

کیا پوچھتے ہو، عالم نزع میں میرا حال
صد حیف کہ گذر گئی تجھ سے پرے پرے

شاید کہ وہی چال چلی ہے جناب نے
لگتے ہیں بزم میں مجھے چہرے مرے مرے

بدنام کر دیا بھری محفل میں آپ نے
انجان بن کے مجھ کو پکارا ارے ارے

دیتے ہیں کس خلوص سے دھوکہ وہ پیار کا
اندر سے کھوکھلے، جو بظاہر کھرے کھرے

ہماری ترقی کا راز؟

تحریر۔ محمد قدرت اللہ بیگ

معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ اور معاشرے کو سدھارنے میں افراد بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ اسلاف کے اعلیٰ اخلاق اور بہتر کردار کا امین ہے۔ ہماری معاشرتی تاریخ اسلاف کی حق گوئی و بیباکی سے عبارت ہے۔ لیکن آج کا دور اخلاقی گراوٹ اور بے راہ روی کا دور ہے۔ فحاشی و عریانیت کا دور ہے۔ اس دور میں اخلاقی تنزلی کو اخلاقی بلندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گستاخی و دیدہ دلیری کو جدیدیت کا نام دیا جاتا ہے۔ اس بے راہ روی کی بنیادی وجہ نئی نسل کی بہتر تربیت سے والدین کی لاپرواہی ہے۔ معلم اخلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

کہ "اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ"۔ (اسلامی اخلاق و اداب ۲۱۵ از مولانا امجد علی قادری)

آج ہمارا معاشرہ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی ثقافتی یلغار کی زد میں ہے۔ جس میں سب سے زیادہ مہلک ہتھیار "ڈش انٹینا" ہے۔ ڈش انٹینا۔ کے ذریعے ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک میں اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ اپنی ثقافت، اپنی تہذیب و تمدن اور اپنے معاشرے کی جملہ برائیوں میں دیگر ممالک کو بھی شریک کر رہے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ڈش انٹینا کی زد میں خصوصاً نوجوان نسل ہے۔ جس کے ذہن ناتجربے کار اور محدود ہوتے ہیں۔ انہیں جدید تہذیب کے نام پر فحاشی و عریانیت کی دلدل میں دھکیلا جارہا ہے۔ انہیں جدید تعلیم کے نام پر مخرب اخلاق لٹریچر فراہم کیا جارہا ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل بھی دنیا کی یہی حالت تھی۔ ہر طرف ظلم وستم اور فحاشی و عریانیت تھی۔ آج وہی دور پھر لوٹ آیا ہے۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آج کا دور تعلیم یافتہ و ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے۔

اسلام نے انسانیت کو درس اخوت و محبت دیا ہے۔ درس صلح و آشتی دیا ہے، درس عفت و عصمت اور پاکیزگی دیا ہے، اگر آج کی دنیا اس درس کو بھلا چکی ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس آفاقی تعلیم کو پھر سے زندہ کریں، تاکہ سسکتی ہوئی انسانیت، مجبور و مقہور لوگ، مرد کی ہوا و ہوس کی شکار خواتین پھر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں۔ ہر طرف امن و آشتی کا دور دورہ ہو، مظلوم لوگوں کی داد رسی کی جائے۔ ظالم کو ظلم کی سزا دی جائے۔ اور فحاشی و بدکاری کو حرف غلط کی طرح معاشرے سے مٹا دیا جائے۔ اسی صورت میں فحاشی و عریانیت کا یہ سیلاب مجبوراً رخ موڑ لے گا، ظلم و ستم کی یہ آگ یقیناً ٹھنڈی ہو جائے گی۔

مشاہدہ کی بات ہے کہ ہم اپنی معاشرتی زندگی میں مغرب کی تقلید پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کے طور طریقے اپنا کر اپنے آپ کو مہذب کہلواتے ہیں، ان کے نظام معاشرت کو کامل و مکمل سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس! ہم اپنے ماضی کی درخشاں روایات و اخلاقی قدروں کے آئینہ دار تو نہیں بننا چاہتے اور نہ ہی (باوجودیہ کہ مغرب کی تقلید کرتے ہیں)، مغرب کے لئے قابل قبول ہوتے ہیں، ہمارا حال تو یہ ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

یہ دور جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے، نئی نئی ایجادات کا دور ہے۔ اس دور میں انسان ترقی کے لحاظ سے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ لیکن اگر انسانیت کا زیور یعنی "بہتر اخلاق و کردار" ہم نے اپنے وجود پر سے اتار پھینکا تو یہی ترقی ہمارے لئے وبال جان بن سکتی ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے اسلامی طرز معاشرت کو دنیا کے سامنے عملی طور پر پیش کریں، تاکہ گزرا ہوا سنہرا دور پھر لوٹ آئے جس میں دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی و اخلاقی ترقی بھی اپنے عروج پر تھی۔ انسان امن و سکون، باہمی رواداری سے پاکیزہ زندگی گزارتے تھے۔ اور یہی انسانیت کی معراج ہے۔

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

الباب السادس (چھٹا باب)

چھٹا باب نفس ملہمہ کے بیان میں ہے۔ جس میں اس نفس ملہمہ کی سیر، اس کے جہان، اس کے مقام، اس کے حال، اس کے وارد (نزول انوار) اور اس کی صفات کا ذکر ہے نیز اس مقام سے نکلنے کا نہایت موثر طریقہ اور چوتھے مقام کی طرف ترقی کا بیان ہے۔ اس مقام پر سیر علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ سالک کی نظر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات انور کے سوا کسی دوسری شے پر نہ پڑے تاکہ باطنی طور پر ایمان کی حقیقت کا مکمل ظہور ہوجائے اور صفت ایمان کے شہود میں وہ کمال حاصل ہوجائے کہ ماسوی اللہ بالکل فنا ہوجائے۔ اور اس نفس ملہمہ کے جہان سے مراد عالم ارواح ہے۔ اور اس کے حال (کیفیت) سے مراد عشق الٰہی ہے۔ اور اس کے وارد (نزول انوار) سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اس کی صفات سے درج ذیل اخلاق حسنہ مراد ہیں۔

سخاوت، قناعت، تواضع، علم، صبر، حلم (بردباری) تکالیف کو برداشت کرنا، لوگوں کو معاف کرنا، ان کی اصلاح کرنا، ان کے عذر کو منظور کرنا، شوق، گریہ، اضطراب، مخلوق سے یکسو ہونا، حق کے ساتھ مصروف ہونا، پے در پے قبض (تنگی) بسط (کشادگی) کا ہونا۔ مخلوق سے نہ ڈرنا نہ ہی ان سے امید رکھنا، خوبصورت آوازیں سن کر ان سے لطف اندوز ہونا، ہر آن ذکر الٰہی سے محبت کرنا، چہرے پر بشاشت (خوشی) کا اظہار کرنا، اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کے ساتھ قلبی خوشی حاصل کرنا، دانائی و معرفت کی باتیں کرنا اور مشاہدہ حق کرنا۔ پس یہ اور اس کی مانند دیگر نفس ملہمہ کی صفات ہیں۔

اسی لئے اس کا نام ملہمہ رکھا گیا ہے پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو۔

یہ نفس ملہمہ بغیر حواس خمسہ کے سماعت کرتا ہے۔ اور یہ سماعت کبھی تو فرشتے کے

ذریعے ہوتی ہے اور کبھی شیطان کے ذریعے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس مقام پر نفس ملہمہ کے لئے نہ سننے کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ یہ مقام حیوانات کے زیادہ قریب ہے۔ اسی لئے کہ یہ اس مقام پر کبھی تو فرشتے کے واسطے سے سن لیتا ہے اور کبھی شیطان کے واسطے سے۔ تو یہ مقام انتہائی سخت اندیشے کا مقام ہے۔ سالک اس مقام پر کامل سالک (مرشد کامل) کا محتاج ہوتا ہے تاکہ وہ مرشد ارشد اسے شبہات کی تاریکیوں سے نکال کر انوار و تجلیات کی روشنی میں لے آئے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۳

" نیا ورلڈ آرڈر دنیا میں جمہوری امن پر قائم ہونا چاہیئے۔ ایسا امن جس میں سیاسی اور معاشی آزادی ہو۔ جو ذمہ داریاں اور اخراجات ہیں انہیں امریکہ اپنے اتحادیوں اور بین الاقوامی اداروں جیسے اقوام متحدہ، ورلڈ بینک اور انٹرنیشنل مونٹری فنڈ کے ساتھ بانٹے گا۔ جیسا کہ امریکہ کے پاس اتنے ذرائع نہیں ہیں وہ اپنے اتحادیوں کے ساتھ دنیا میں امن قائم کرنے کی اجتماعی کوشش کرے گا"۔

(جاری ہے)

ڈاکٹر عبدالرشید چیئرمین شعبہ اسلامیات جامعہ کراچی

بخدمت گرامی
جناب سید غلام الحسنین قادری الگیلانی صاحب
منتظم اعلیٰ
شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور شہر
صوبہ سرحد

پندرہ روزہ------ "**الحسن**" پشاور اپنے پورے حسن کے ساتھ ۳۶ شمارے پورے کر چکا ۔ ۲۷ ویں اشاعت پر دلی مبارکباد کے ساتھ ساتھ گذشتہ شماروں میں علم کی تمام جہتوں پر جس تحقیقی انداز سے بحث کی گئی ہے اس پر زبردست خراج تحسین۔

غلام الحسنین قادری الگیلانی صاحب کی کوششوں سے انشاء اللہ آئندہ بھی "الحسن" نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر تحقیقی کام سرانجام دیتا رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے تصرفات رسالہ کے شامل حال ہیں جو اسکی سرخروئی کا سبب ہیں اور رہیں گے، انشاء اللہ

مخلص

(عبدالرشید)

تبصرہ کتب

تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں

علاء الدین عدیم
ایم۔اے

دو کتابیں ایک مصنف

تصوف و سلوک کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آج کل بھی جبکہ ٹھوس سنجیدہ مطالعہ کا ذوق ماند پڑ چکا ہے اور عام رجحان ڈائجسٹ قسم کے رسائل و جرائد اور ہلکے پھلکے موضوعات پر مختصر کتابوں کے مطالعہ کی طرف ہے۔ مذہبیات اور تصوف کے موضوع پر بھی گاہے گاہے کوئی نہ کوئی کتاب منظر عام پر آجاتی ہے۔

تحقیق الامم فی شرح فصوص الحکم

اسی نوع کی ایک کتاب ہے جو دراصل عربی میں لکھی گئی تصوف کے موضوع پر ایک قدیم نادر کتاب کی سلیس اردو شرح ہے جو حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء اللہ جلوی قادری کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ سات سو ستاون صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب خاصی ضخیم ہے۔ اگرچہ اصل عربی کتاب جس کا متن اس شرح کے آخر میں دیا گیا ہے۔ ایک سو تین صفحات سے زیادہ نہیں۔ چونکہ شرح و تفسیر میں عموماً بات بہت پھیل جاتی ہے۔ غالباً اسی لئے زیر نظر کتاب کی ضخامت میں خاصہ اضافہ ہو گیا۔ مزید بر آں اس کی ایک اور وجہ غالباً یہ بھی ہے کہ ہر باب کے آخر میں "منتخب الکلام" کے زیر عنوان کہیں طویل اور کہیں مختصر اقتباسات مع اردو ترجمہ بھی دیئے گئے ہیں۔ قبلہ پروفیسر صاحب نے جدید مغربی مصنفین

کے انداز کو اپناتے ہوئے ہر باب کے آخر میں اس باب کا خلاصہ بھی تحریر فرمادیا ہے جو بے حد قابل تعریف ہے اور اس سے قاری کو ہر فص شریف کے مندرجات کو مختصراً جانتے اور سمجھنے مین بے حد مدد ملتی ہے۔ اگر عربی عبارات کے ترجمہ کو سختی کے ساتھ محض لفظی ترجمہ تک محدود نہ رکھا جاتا تو اس طرح پڑھنے والوں کو اور زیادہ سہولت رہتی۔ تاہم اس سب کے باوجود ایک مشکل ترین عربی کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھال کر پیش کردینا مخدومی حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

"فصوص الحکم" کے مصنف حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ ان کی عربی عبارات کو نہ صرف پورے سیاق و سباق کے ساتھ سمجھنا بلکہ ان کے مطالب کو سمجھ کر پوری شرح و بسط کے ساتھ ان کو اردو میں بیان کردینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ جس عرق ریزی کے ساتھ انہوں نے یہ فریضہ انجام دیا ہے اس کے لئے خاص اہل ذوق ہی ان کو داد تحسین دے سکیں گے۔

سرخ رنگ کی مضبوط جلد کے ساتھ جس پر سنہری الفاظ میں کتاب کا عنوان درج ہے یہ شرح کل ستائیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب ایک پیغمبر علیہ السلام کے نام سے معنون ہے جس کے شروع میں اس پیغمبر پاک کے ساتھ مخصوص اسم الٰہیہ کی شرح کرنے کے بعد دیگر اسرارات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ سب سے آخر میں ستائیسویں فص سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔ کتاب کے مضامین مشکل اور ادق ہونے کے باوجود کتابت کی غلطیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہدیہ دو سو روپے مقرر کیا گیا ہے جو کتاب کی ضخامت کے اعتبار سے زیادہ نہیں۔ کتاب مذکور فاضل مصنف (حال مقیم اسلام آباد) یا مکتبہ سرحد پشاور شاہین بکس پشاور یونیورسٹی یا صادق کمیشن ایجنسی نوشہرہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

"نعت رسول بہ زبان خدا"

پروفیسر قبلہ ڈاکٹر محمد عطاء اللہ جلوی قادری کی تصنیف کردہ اس اردو کتاب کا عربی ٹائٹل ہے "کلمات رب العالمین فی حقیقت سید المرسلین" صلی اللہ علیہ وسلم، چونکہ قرآن پاک کی کئی آیات کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ عالی اور ان کی حقیقی شان اور نعت وصفات کا بیان ہوا ہے۔ اس لئے فاضل مصنف نے کمال محنت اور عرق ریزی سے ان تمام آیتوں کو یک جا جمع کر کے ان کا ترجمہ اور شرح اس کتاب میں پیش کردی ہے۔ اس نادر موضوع پر کتاب کی تدوین کے سلسلہ میں انہوں نے کئی جید علماء وصوفیائے عظام کی کتب تفاسیر خصوصاً اپنے مرشد پاک حضرت قطب الموحدین غوث المحققین سید العارفین شیخ الشیوخ سائیں پاک پیر غلام محمد المعروف بہ امام جلوی کی منظوم باترجمہ فارسی تصنیف "اسرار المقطعات" کو پیش نظر رکھا ہے۔

اس موضوع پر اس سے پیشتر بہت کم کام ہوا ہے۔ کراچی سے ایک پمفلٹ "شان بہ زبان حق" شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ مولانا الحاج مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی صاحب کی ایک کتاب "شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن" مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور منظر عام پر آچکی ہے۔ مگر زیر نظر کتاب کی اصل خوبی اس کی جامعیت میں ہے۔ سورہ الم سے لے کر سورہ والناس تک میں جس قدر آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں ان کو سیاق وسباق کے حوالہ سے اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ ۱۴۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب آرٹ پیپر پر خوبصورت بیلدار حاشیہ اور مضبوط سنہری جلد کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ ان تمام خوبیوں کے ساتھ کتاب کی قیمت صرف ایک سو پچاس روپے اصل لاگت سے بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ کتاب پشاور کے مقامی کتب فروشوں یا خود فاضل مصنف سے نمبر 1163 سیکٹر جی 9/2 اسلام آباد کے پتہ پر حاصل کی جا سکتی ہے۔

ان کی چند دیگر مطبوعہ نگارشات حسب ذیل ہیں۔ (۱) روح اسلام، تصوف (۲) طریق الوجود الی وصول الموجود (۳) عملی اسلام۔